شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری

عبدالرشید عراقی
سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالم اور محقق شہیر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی م ۱۴۰۸ھ لکھتے ہیں کہ

محی السنتہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے فقہی نقطہ نظر کی بنیاد پر ۱۲۷۸ میں بلوغ المرام کی فارسی شرح "مسک الختام" ۱۲۹۴ھ میں تجرید صحیح بخاری للشرجی کی شرح "عون الباری" ۱۲۹۹ھ میں تلخیص صحیح مسلم للمنذری کی شرح السراج الوھاج تالیف فرمائیں۔ علاوہ ازیں اصحاب تحقیق کے لئے ایک اگر ایک طرف ہزاروں کے صرفہ سے ۱۲۹۷ھ میں نیل الاوطار ۱۳۰۰ھ میں ۵۰ ہزار روپے خرچ کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاری بولاق مصر سے شائع کرائیں تو دوسری طرف صحاح ستہ بشمول موطا امام مالک کے اردو تراجم و شروح لکھوا کر شائع کرانے کا بھی اہتمام کیا۔ تاکہ عوام براہ راست علوم سنت کے انوار سے متمتع ہو سکیں۔

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے تلامذہ سے علامہ ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب محدث ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) نے عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جیسی بلند پایہ کتاب تالیف کر کے طبع کرائی۔ مولانا محمد عبدالرحمان مبارکپوری (م ۱۳۵۲ھ) نے چار جلدوں میں تحفہ الاحوذی شرح جامع ترمذی تحریر فرمائی۔ مولانا ابوالحسن سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ) نے ۳۰ جلدوں میں فیض الباری شرح اردو بخاری لکھی۔ اور مولانا عبدالاول غزنوی امرتسری (م ۱۳۳۱) بن مولانا محمد غزنوی (م ۱۲۹۶ھ) بن عارف باللہ مولانا عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) نے ترجمہ و حاشیہ مشکوۃ لکھا اور طبع کرایا۔ (ماہنامہ ترجمان دھلی مارچ ۱۹۵۸ء بحوالہ حیات ثنائی طبع دھلی صہ ۳۴۸)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) کی خواہش تھی کہ صحاح ستہ بشمول موطا امام مالک و مشکوۃ المصابیح پر سلفی نہج پر حواشی تحریر کئے یا کرائے جائیں چنانچہ اس کی ابتداء آپ نے خود سنن نسائی سے کی۔ اور آپ نے "التعلیقات السلفیہ" کے نام سے سلفی نہج پر مفید، جامع تحقیق اور عمدہ حواشی تحریر فرمائے۔ مولانا عزیز زبیدی سے الجامع الصحیح البخاری اور جامع ترمذی کے حواشی لکھوائے۔ الجامع الصحیح بخاری کے حواشی مکمل ہو چکے ہیں۔ اور ان کی نظرثانی مولانا صغیر احمد شاغف نے کی۔ اور یہ کتاب جامعہ سلفیہ بنارس کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ جامع ترمذی کے حواشی لکھے جا رہے ہیں۔ سنن ابن ماجہ کے شراح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز شیخ جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ لکھ رہے ہیں اور نصف سے زیادہ کام ہو چکا ہے۔

مشکوۃ المصابیح کے حواشی کے لئے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف نے حضرت مولانا عبید اللہ رحمانی مبارک پوری کو آمادہ کیا۔ جنہوں نے جب اس پر کام شروع کیا تو وہ حواشی سے شرح میں تبدیل ہو گئی اور اس کا نام مرعاۃ المفاتیح تجویز کیا۔

مرعاۃ المفاتیح

مرعاۃ المفاتیح مشکوۃ المصابیح کی ایک جامع تحقیقی شرح ہے۔ جو کتاب المناسک تک لکھی گئی ہے اور ۹ جلدوں میں ہے۔ مرعاۃ المفاتیح ایک علمی و محققانہ شرح ہے اور اہل علم نے اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اس شرح کے مطالعہ سے مصنف مرحوم کے علمی تبحر اور حدیث میں ان کی عالمانہ بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ و ایڈیٹر ماہنامہ معارف اعظم گڑھ لکھتے ہیں کہ۔

اس شرح میں پہلے کی اکثر کی اکثر شرحوں کا خلاصہ آگیا ہے۔ لائق شارح نے حدیثوں کی مفصل تشریح کر کے ان کے معانی و مطالب کی پوری وضاحت کی ہے۔ اس ضمن میں حدیث کے منکرین اور محدثین پر طعن و تشنیع کرنے والوں اور حدیثوں سے غلط نتائج مستنبط کرنے والوں کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ فقہی اختلافات نقل کرنے اور آئمہ فقہ واجتہاد کے مذاہب و دلائل بیان کر کے مرجح و قوی مسلک کی تعین کی گئی ہے شارح نے عموماً محدثین کے مذہب کی

تصویب کی ہے اور مرجوح اقوال پر بعض جگہ ردوکد بھی کی ہے حدیثوں کی مشکلات لغوی و نحوی مسائل کو حل کرنے پر خاص دھیان دیا گیا ہے۔ اور ان پر نقد و بحث کرکے ان کا درجہ و مرتبہ اور قوت و ضعف کی وضاحت بھی کی گئی ہے رواۃ کے مختصر ترجمے اور بلادواماکن کے متعلق ضروری معلومات تحریر کی گئی ہیں مشکوۃ کی پہلی اور تیسری فصل میں صحیحین کی جو حدیثیں نقل کی گئی ہیں اگر ان کی تخریج دوسرے محدیثن نے بھی کی ہے تو اس کا ذکر کردیا گیا ہے۔ اسی طرح دوسری فصل کی حدیثوں کے لئے جو حوالے دیئے گئے ہیں اگر ان کی تخریج ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی کی ہے تو اس کی تصریح کردی گئی ہے جہاں مصنف نے حوالے تحریر نہیں کئے ہیں وہاں حوالوں کی تصریح کی گئی ہے اگر مصنف سے الفاظ حدیث سے نقل کرنے میں کوئی مسامحت ہوئی ہے تو اس کی تصحیح کردی گئی یا اگر انہوں نے صحیحین کی جو حدیثیں پہلی فصل کی بجائے دوسری فصل میں بیان کی ہیں تو ان پر تنبیہہ کی گئی ہے اور جن حدیثوں کو مصنف نے مختصر نقل کیا ہے ان کو اس میں پوری نقل کردیا گیا ہے۔ مسلسل حدیثوں پر نمبر دیئے گئے ہیں اور ابواب کی حدیثوں پر علیحدہ بھی نمبر دیا گیا ہے۔ شروع میں کئی مفصل فہرستیں اور ایک مقدمہ ہے اس میں اصول حدیث پر عالمانہ گفتگو کی گئی ہے۔ (تذکرہ المحدثین ج ۲ صہ ۴۶۴)

حافظ صلاح الدین یوسف مدیر اعلی ہفت روزہ الاعتصام لاہور لکھتے ہیں کہ

حضرت شیخ الحدیث کی تدریسی، تصنیفی اور ملی و جماعتی خدمات کا دائرہ تو بہت وسیع ہے تاہم ان میں سب سے نمایاں ممتاز علمی و تصنیفی کارنامہ مرعاۃ المفاتیح کی تالیف ہے جس کی وجہ سے انہیں اپنے افران و اماثل میں ایک بلند پایہ مقام حاصل ہوا۔ اور ان کی علمی شہرت عرب ملکوں تک وسیع ہوگئی۔ یہ تصنیف گوپایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی۔ تاہم جتنی بھی ہے اس سے بھی فاضل مرتب کی علمی عظمت مسلمہ ہوگئی ہے اسے دیکھ کر ہر صاحب علم یہی آرزو کرتا ہے۔ کہ کاش یہ تالیف حضرت شیخ الحدیث کے قلم تحقیق رقم سے تکمیل کو پہنچ جاتی۔ تو فتح الباری ہی کی طرح ایک لاجواب شرح ہوئی۔ (الاعتصام لاہور ج ۴۶ شمار نمبر ۲ صہ ۴)

مرعاۃ المفاتیح بہت سی علمی و تحقیقی خوبیوں کی حامل ہے حضرت شیخ الحدیث مرحوم و مغفور نے اس شرح میں جو علمی نکات پیش کئے ہیں ان کا مختصر تعارف یہ ہے کہ

جن صحابہ کرام و تابعین کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے۔ ان کے تراجم بھی پیش کرتے ہیں اس کے علاوہ آپ نے اس شرح میں سلف صالحین صحابہ کرام و تابعین عظام کے اقوال کا ذکر کیا ہے اس کے ساتھ جامد مقلدین اور اہل بدعت کی تاویلات کا محدثانہ طریق پر رد کیا ہے اور اس شرح میں مصنف مرحوم نے یہ اقدام بھی کیا ہے کہ صحیحین کے سوا دیگر حدیث پر کلام کیا ہے۔ اور ان کی صحت و ضعف پر روشنی ڈالی ہے۔

صاحب مرعاۃ المفاتیح

صاحب مرعاۃ المفاتیح مولانا عبید اللہ محرم ۱۳۲۷ھ مبارک پر ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا عبدالسلام مبارک پوری ۱۳۴۲ھ صاحب سیرۃ البخاریؒ کے صاحبزادہ تھے۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے والد مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ) مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۶۳ھ) جیسے اساتذہ فن اور ماہر حدیث شامل ہیں۔ ۱۳۴۵ھ میں آپ تعلیم سے فارغ ہوئے۔ اور مدرسہ رحمانیہ دہلی میں استاد حدیث مقرر ہوئے۔

مولانا عبدالرحمان محدث مبارک پوری نے جامع ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی لکھی ہے۔ یہ شرح چار جلدوں میں ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک علمی تحقیقی مقدمہ بھی لکھا ہے آخری عمر میں محدث مبارک پوری مکفوف البصر ہو گئے۔ تو تحفۃ الاحوذی کی جلد ۳، ۴ اور مقدمتہ کی تکمیل میں ایک ایسے لائق عالم کی اعانت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جو فنون حدیث سے خاص مناسبت اور ادب سے ذوق رکھتا ہو۔ چنانچہ اس کام کے لئے مولانا عبید اللہ رحمانی (م ۱۴۱۴ھ) اور مولانا عبدالصمد حسین آباد (م ۱۳۴۷ھ) کا انتخاب ہوا۔ مولانا عبید اللہ رحمانی نے تحفۃ الاحوذی کی شرح جلد ۳، ۴ میں اور مولانا عبدالصمد نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی میں نہایت سلیقہ مندی اور علمی تحقیق و کاوش سے یوں مرتب کیا۔ کہ تحفۃ الاخوری کی آخری دونوں جلدیں اور مقدمہ ہر اعتبار سے مکمل ہو گئیں۔

تحفتہ الاحوذی کی تکمیل کے بعد آپ واپس مدرسہ رحمانیہ میں تشریف لائے اور تقسیم ملک تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ تقسیم ملک سے مدرسہ رحمانیہ ختم ہو گیا اور آپ اپنے وطن مبارک پور میں قیام پذیر ہوئے۔

۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء میں آپ نے مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح کا آغاز کیا جو ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء تک کتاب المناسک تک لکھی گئی۔ اور اب کوئی صاحب علم اس کو مکمل کر دے۔ تو یقیناً ایک بہت بڑا علمی کارنامہ ہو گا۔ اور بقول حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کہ مرعاۃ المفاتیح کی تکمیل

> محدثین کے اس نقطہ نظر کی خدمت بھی ہے جس نے دین کو اس کی اپنی شکل میں محفوظ رکھا ہے اور یہ علمی تالیف اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی کے نام کو اسی طرح زندہ رکھے گی۔ جس طرح تحفتہ الاحوذی شرح جامع ترمذی سے مولانا عبد الرحمان مبارک پوری کا نام اور عون المعبود شرح ابی داؤد اور غایتہ المقصود سے مولانا شمس الحق ڈیانوی کا نام زندہ ہے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

الاعتصام لاہور ج ۴۶ شمارہ ۲۰ ص ۴ (۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء)

وفات

مولانا عبید اللہ رحمانی نے ۲۲ رجب ۱۴۱۴ھ ۵ جنوری ۱۹۹۴ء تقریباً ۸۶ سال کی عمر میں اپنے وطن مبارک پور میں انتقال کیا (انا للہ و انا الیہ راجعون)

الاعتصام لاہور ج ۴۶ ش ۲ ص ۶، ۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء

علامت و زینہ سعادت

۱)—— جب علم میں زیادتی ہو تو اضع اور شفقت بھی زیادہ ہو جائے۔

۲)—— جب علم میں زیادتی ہو۔ خشیت الٰہی میں کثرت ہو جائے۔

۳)—— عمر جتنی زیادہ ہوتی جائے' حرص و طمع میں کمی آتی جائے۔

۴)—— مال میں فراوانی' انفاق و سخاوت میں کثرت کا باعث بن جائے۔

۵)—— عزت و وقار زیادہ ہوتا جائے تو لوگوں کے ساتھ میل جول اور ان کی حاجات براری میں تقدم ہوتا جائے۔

انسانی شقاوت کے نشان:۔

۱)—— کہ انسان کا علم جتنا بڑھتا جائے اس کا فخر و غرور اور تکبر و نخوت بھی ترقی پائے۔

۲)—— علم جتنا زیادہ ہوتا جائے' انانیت اور "ہم چوں دیگرے نیست" دل میں جگہ پکڑتا جائے۔

۳)—— عمر کی زیادتی کے ساتھ ساتھ حرص و طمع بڑھتی جائے۔

۴)—— مال میں ترقی' بخل و کنجوسی میں زیادتی کا باعث بنے۔

۵)—— جاہ و عزت میں زیادتی کے بعد لوگوں سے دوری' غلو پسندی اور انہیں حقیر سمجھنے کی عادت دل گزیں ہوتی جائے۔